إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا

بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے
دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے

فضائل حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

تصنیف لطیف

حضرت مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی

ناشر

ادارہ تالیفات اویسیہ

بہاولپور موبائل نمبر
0321-6820890
0300-6830592

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! اہل بیت کرام کے اعزاز واکرام کا کیا کہنا جبکہ اللہ تعالیٰ نے صرف ان کیلئے ویطھرکم تطھیرا کا اعلان فرمایا ہے اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرمایا: قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کا حکم فرمایا ہے پھر ہو کونسا غدار اُمتی ہوگا جو اہل بیت کرام کی عظمت وتکریم سے جی چرائیگا۔ جبکہ ان ارشادات کے علاوہ خود حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کے بارے میں فرمایا ہے:

الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک

سن لو! میری اہل بیت تم میں سفینۂ نوح کی مثل ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا جو پیچھے رہا ہلاک ہوگیا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۸۷۳)

اسی لئے جو بھی مسلمان کہلوانے والا اپنی نجات کا خواہشمند ہوگا وہ ضرور اہل بیت کرام سے عقیدت ومحبت اپنے اوپر لازم اور ضروری سمجھے گا' ورنہ ہم تو بارہا کہہ چکے ہے

تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہل بیت

یہی وجہ ہے کہ اہل بیت کے کسی فرد کے بارے میں بھی کوئی کوتاہی ہوتی تو رحمۃ اللعالمین، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آتش غضب جوش میں آجاتی۔ چند حوالہ جات وحکایات ملاحظہ ہوں۔

اقرباء سے پیار

حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمۃ اللعالمین کی صفت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا لیکن یہی رحمۃ اللعالمین شفیق کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے جب کسی عزیز رِشتہ دار کے متعلق توہین و بے ادبی کا معاملہ پیش ہوتا ہے تو غضب الٰہی وقہر ایزدی کا جوش رُکنے کو نہیں آتا چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کچھ قریش کے لوگ صفیہ بنت عبدالمطلب کے گھر میں جمع ہوکر فخر اظہار کرنے اور اہل بیت کی باتیں کرنے لگے اس پر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہم نے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی تو تشریف لائیں۔ یہ سن کرانہوں نے (بدگوئی کے انداز میں کہا) بنجر زمین سے کھجور یا کوئی درخت نمودار ہوگیا ہے پھر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا تو آپ جلال میں آگئے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو جمع کریں پھر آپ نے منبر پر تشریف فرما ہوکر ارشاد فرمایا، اے لوگو میں کون ہوں؟ سب نے کہا، آپ اللہ کے رسول ہیں پھر فرمایا میرا نسب بیان کرو۔ سب نے کہا، آپ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں۔ آپ نے فرمایا، اس قوم کا کیا حال ہے جو میرے خاندان کی تنقیص وتحقیر کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! میں ان سے نسب میں افضل اور مرتبہ ومقام میں اعلیٰ ہوں۔

فائدہ...... اس حدیث شریف سے اہل فہم پر روشن ہوگیا کہ بنجر زمین کہنے سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رنج کا اظہار فرمایا تو اس کا کیا حال ہوگا جو آپ کے والدین کریمین کو کافر اور جہنمی گردانتا ہے۔

☆ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضور سرورِ کائنات، شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انہیں فرمایا، فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور میں اسے حرام قرار نہیں دیتا جسے اللہ نے حلال کیا ہے لیکن خدا کی قسم! اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیٹی اور دشمن (ابوجہل) کی بیٹی ایک شخص کیساتھ نکاح میں کبھی جمع نہیں ہوسکتیں۔ اسی سے علماء کرام نے کہا ہے کہ جائز فعل جس سے حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچتی ہو اس کا ارتکاب حرام ہے اور یہاں ایمان وکفر کی بات ہے کہ آپ کے ابوین کریمین کو کافر اور جہنمی کہنا معمولی بات نہیں۔

حکایت

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابولہب کی لڑکی صبیعہ (مسلمان ہوگئی تھیں) نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی، لوگ مجھے کہتے ہیں تو دوزخ کے ایندھن کی بیٹی ہے۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غضبناک ہوکر کھڑے ہوگئے اور فرمایا جولوگ مجھے رِشتہ داروں کے بارے میں ایذاء دیتے ہیں انہیں یادرکھنا چاہئے کہ جو مجھے ایذاء پہنچاتے ہیں وہ درحقیقت اللہ کو ایذاء پہنچاتے ہیں۔ (رواہ ابن منذر۔ مواہب الدینہ مع زرقانی، ج۱ص۱۸۷)

دعوت غور و فکر

ابولہب کے دوزخی ہونے میں شک کی گنجائش نہیں اس لئے کہ بحکمِ قرآن وہ قطعی دوزخی ہے آپ اس کی وجہ سے ناراض نہیں ہوئے بلکہ صبیعہ کی وجہ سے اور اس کا تعلق قرابت بعیدی ہے یعنی عمزاد ہے اور اہل بیت بالخصوص آل اور یہ نہ صرف رشتہ دار بلکہ ذاتِ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جگر گوشے وہاں ایک معمولی طعن وہ بھی بالواسطہ اور جائز اور صحیح جو نبوت کو برداشت نہ ہو اور یہاں بلاواسطہ طعن بلکہ نیش زنی ہوتی ہے اس کی برداشت کیسی! ہاں فرق اتنا ہے وہاں طعنہ زنوں کو بالمشافہ آگاہ فرمایا یہاں فرمانے کے بعد معلوم ہوگا لیکن قرآن مجید بار بار آگاہ فرماتا ہے:

ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھینا

بیشک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے ذِلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مذکورہ بالا بیان میں حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عام اقرباء کی یہ کیفیت ہے تو اہل بیت کی سب سے بڑی معززہ و مکرمہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اسلئے دوسرے اقرباء کو دُور یا قریب کی ایک نسبت یا دو نسبتوں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت ہے لیکن حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کئی نسبتوں سے مشرف ہیں۔ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے فرمایا ؎

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز — از سہ نسبتِ حضرت زہرا عزیز
نورِ چشم رحمۃ اللعالمین — آں امامِ اوّلین و آخرین
بانوئے آں تاجدارِ ھَل اتیٰ — مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا
مادر آں مرکزِ پرکارِ عشق — مادرِ آں قافلہ سالارِ عشق

(ترجمہ) حضرت مریم رضی اللہ عنہا صرف ایک نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہونے کی وجہ سے عزیز ہیں مگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تین نسبتوں کی وجہ سے زیادہ عزیز ہیں:۔

☆ پہلی نسبت یہ ہے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو اوّلین و آخرین کے امام ہیں ان کی نورِ چشم ولختِ جگر ہیں۔

☆ دوسری نسبت یہ ہے کہ وہ تاجدارِ ھل اتیٰ ، مولائے مرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہ کی بیوی ہیں۔

☆ تیسری نسبت یہ ہے کہ وہ حضرت امام حسنین علیہما السلام کی والدہ ہیں جو عشق کی پرکار کے مرکز اور عشق کے قافلہ سالار ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نامِ نامی اسمِ گرامی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور

القاب: زہرا، بتول، طاہرہ، ذاکیہ، راضیہ و مرضیہ، عابدہ و زاہدہ ہیں۔

تسمیہ فاطمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انما سیمت ابنتی فاطمة لان اللّٰہ فطمها و محبیها عن النار (دیلمی، صواعق محرقہ، ص ۱۵۱)

کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لئے رکھا ہے کہ اللہ نے اس کو اور اس کے محبوبوں کو دوزخ سے جدا کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان فاطمة احصنت فرجها فحرم اللّٰہ ذریتها علی النار (بزاز، طبرانی، ابونعیم المستدرک حاکم، ص ۱۵۳)

کہ بیشک فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پاکدامن ہے اور اللہ نے اس کی اولاد پر دوزخ کو حرام فرمایا ہے۔

تسمیہ زہرا

کلی، نہایت خوبصورت۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت ہی زیادہ حسن و جمال عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق پوچھا تو فرمایا کانت کا القمر لیلة البدر کہ سیّدہ چودھویں رات کے چاند کی طرح حسین وجمیل تھیں۔ (مستدرک حاکم، ج ۳ ص ۱۶۱)

تسمیہ بتول

دُنیا سے بے تعلق، چونکہ آپ کی توجہ دنیا اور اس کے عیش و عشرت کی طرف نہیں بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رہی ہیں اسلئے آپ کو بتول کہتے ہیں۔ نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا:

البتول التی لم ترحمرة قط ای لم تحض فان الحیض مکروه فی بنات الانبیاء (فضائل الفاطمہ للحاکم)

بتول وہ ہے جس نے سرخی کو نہ دیکھا ہو یعنی اس کو کبھی حیض نہ ہوا ہو کیونکہ انبیاء کی بیٹیوں پر حیض مکروہ ہے۔

تسمیہ طاہرہ و ذاکیہ

پاک وصاف، چونکہ بچپن ہی سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر رحمت اور فیضان صحبت سے آپ کے باطن کا تزکیہ اور آپ کی ظاہری و باطنی طہارت و پاکیزگی حاصل ہو چکی تھی اس لئے آپ طاہرہ و ذاکیہ کے لقب سے ملقب ہوئیں۔

تسمیہ ارضیہ و مرضیہ

چونکہ آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رِضا پر راضی رہتی تھیں۔ اس لئے آپ کو راضیہ و مرضیہ کہتے ہیں۔

عابدہ و زاہدہ

آپ کی ساری زندگی زُہد و عبادت میں گزری، جیسا کہ آپ آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس لئے آپ کو زاہدہ و عابدہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

ولادت

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی ولادت' نبوت کے پہلے سال ہوئی۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عمر شریف اس وقت اِکتالیس سال کی تھی باقی تمام اولاد حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی قبل از دعویٰ نبوت ہوئی چونکہ آپ کی ولادت زمانہ نبوت کے انوار وتجلیات میں ہوئی اس لئے آپ کا مرتبہ اولاد میں سب سے بڑا ہے۔

بچپن شریف

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا بچپن شریف اور زندگی کا ہر لمحہ نہایت پاکیزہ تھا اور ایسا کیونکر نہ ہوگا جبکہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی آغوشِ رحمت آپ کی تربیت گاہ تھی اور آپ دن رات حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی زبانِ پاک سے پاکیزہ اقوال اور خدا شناسی کے تذکرے سنتیں اور ان کے مقدس افعال، اعمال کا مشاہدہ کرتیں۔

والدہ کا انتقال

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی عمر شریف ابھی نو برس ہی تھی کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالٰی عنہا آپ کی بہترین تربیت فرما کر انتقال فرما گئیں۔ ان کی وفات کا صدمہ سب سے زیادہ آپ کو اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تھا۔

نکاح

جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی عمر شریف تقریباً پندرہ برس کی ہوئی تو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اللہ تعالٰی کے حکم سے آپ کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نہایت سادگی کے ساتھ کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی عمر اس وقت چوبیس سال کے قریب تھی۔ نکاح کے بعد آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پانی دَم کر کے دونوں پر اس کے چھینٹے مارے اور فرمایا، میں تمہیں اور تمہاری اولاد و شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا ؎

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تُو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

فضائل

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل بے شمار ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورِ نظر لختِ جگر اور آپ کو اہل بیت میں سب سے پیاری ہیں۔ فاتح خیبر، شیرِ خدا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ محترمہ اور حسنین کریمین حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ ماجدہ اور سارے جہاں کی عورتوں کی سردار ہیں۔ پروردگارِ عالم نے اولادِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سلسلہ آپ ہی سے جاری فرمایا۔

احادیثِ مبارکہ

☆ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ الا ترضین ان تکونی سیّدۃ نساء اھل الجنۃ او نساء الغلمین (بخاری و مسلم)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ
کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو سارے جہاں اور جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں جا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھوں اور پھر آپ کی خدمتِ اقدس میں اپنی اور تمہاری بخشش کی دعا کی درخواست کروں والدہ نے اجازت دی اور میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا مغرب کی نماز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی پھر نوافل پڑھے اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہو کر چلے تو میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے چلا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے قدموں کی آواز سن کر فرمایا، کیا تو حذیفہ ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں۔

قال ما حاجتک غفر اللہ لک ولامک ان ھذا ملک لم ینزل الارض قط قبل
ھذہ اللیلۃ استاذن ربہ ان یسلم علی ویبشر فی بان فاطمۃ سیّدہ نساء اھل الجنۃ
وان الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ (ترمذی و مشکوٰۃ، ص ۵۷۰)

فرمایا تجھے کیا حاجت ہے، اللہ تجھے اور تیری ماں کو بخشے، یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا، اس فرشتے نے اپنے پروردگار سے میرے پاس آ کر مجھ کو سلام کرنے کی اجازت لی اور یہ مجھے بشارت دے رہا ہے کہ (حضرت) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل نسآء اھل الجنۃ خدیجۃ بنت خویلد
و فاطمۃ بنت محمد و مریم بنت عمران و أسیۃ بن مزاحم امرأۃ فرعون (الاستیعاب، ج ۲، ص ۷۷۲)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی عورتوں میں سے افضل عورتیں خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت خویلد و فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) و مریم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت عمران و آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی ہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر نسآء العالمین اربع مریم بنت عمران وآسیہ بنت مزاحم و خدیجہ بنت خویلد و فاطمہ بنت محمد (الاستیعاب، ج۲ص۷۷۲)

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تمام جہان کی عورتوں میں سے بہتر چار عورتیں ہیں۔ مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم وخدیجہ بنت خویلد و فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

☆ حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا بنیۃ اما ترضین انک سیّدۃ نساء العٰلمین: قالت تلک سیّدۃ نسآء عالمھا وانت سیّدہ نساء عالمک اما واللّٰہ لقد زوجتک سیّد فی الدنیا والآخرۃ (الاستیعاب، ج۲ص۷۷۱۔حلیۃ الاولیاء، ج۲ص۴۲)

اے بیٹی کیا تو راضی نہیں ہے کہ تو سارے جہان کی عورتوں کی سردار ہو؟ سیّدہ نے عرض کیا، ابا جان! مریم بنت عمران بھی تو ہیں؟ فرمایا، وہ اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار، تم اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہو اور خدا کی قسم! تمہارا شوہر (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دنیا و آخرت میں سردار ہیں۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر النسآء امتی فاطمہ بنت محمد (فضائل الفاطمہ للحاکم)

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میری اُمت کی عورتوں میں بہتر میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہیں۔

☆ حضرت جمیع بن اعمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا:

قالت ای الناس کان احب الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قالت فاطمہ فقیل من الرجال؟ قالت زوجھا (ترمذی و مشکوٰۃ، ص۵۰۰)

میں نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے) فرمایا، فاطمہ۔ پھر میں عرض کیا اور مردوں میں؟ فرمایا، ان کے شوہر (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

ماں بیٹی کا پیار

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کردہ اس اور اس سے پہلے مذکور شدہ حدیث میں غور کیا جائے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ اُم المؤمنین کی یہ روایتیں ان کے عدل وانصاف اور دیانت وصداقت کی بہت بڑی دلیل ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی اور سیّدہ کی گہری محبت کی علامت ہیں۔ چنانچہ اسی طرح دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کو کس سے زیادہ محبت ہے؟ سیّدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرمایا، عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے۔ انہوں نے کہا اور مردوں میں سے؟ فرمایا، ان کے باپ (صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے۔

☆ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كان احب النسآء الىٰ رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فاطمة و من الرجال على

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں میں سے حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور مردوں میں سے حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے۔ (ترمذی باب المناقب، مستدرک حاکم، ج۳ص۱۵۵)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

ان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان اذا سافر كان آخر الناس عهدا بهٖ فاطمة واذا قدم من سفر كان اوّل الناس بهٖ عهدا فاطمة رضى الله تعالىٰ عنها (المستدرک حاکم، ج۳ص۱۵۶)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر کو تشریف لے جاتے تو سب کے بعد اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات فرماتے۔

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الله يغضب بغضب فاطمة و يرضىٰ برضاء ها (المستدرک حاکم، ج۳ص۱۵۴)

بیشک اللہ تعالیٰ فاطمہ کے غضبناک ہونے سے غضبناک ہوجاتا ہے اور اس کے راضی ہونے سے راضی ہوجاتا ہے۔

☆ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی

وفی روایۃ یریبنی ما ارابہا ویوذینی مآ اذاھا (بخاری ومسلم وترمذی)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھ کو ناراض کیا اور اضطراب میں ڈالتی ہے مجھ کو وہ چیز جو اس کو اضطراب میں ڈالے اور تکلیف میں ڈالتی ہے مجھ کو وہ چیز جو اس کو تکلیف دے۔

فائدہ...... ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جو شخص سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یا ان کی اولاد کی بے ادبی کرے یا ان کو ایذاء پہنچائے اس نے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ کیونکہ اس کی اس حرکت سے ان کو اذیت ہوگی جو غضبِ الٰہی کا موجب ہے۔ جس طرح ان کا غضب غضبِ الٰہی ہے اسی طرح ان کی رضا میں اللہ و رسول (عزّ وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی رضا ہے۔ چنانچہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں تو اس کو چاہئے کہ وہ میرے اہل بیت کی نیازمندی کرے اور ان کو دوست رکھے۔ (دیلمی)

حکایت

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ مولوی قلندر علی صاحب کو ہر روز حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی۔ ایک دن کسی جمال کے لڑکے کو کہ سیّد تھا طمانچہ مارا اس دن سے زیارت منقطع ہوگئی مدینہ منورہ کے مشائخ سے رجوع کیا انہوں نے ایک ولیہ مجذوبہ کا پتا دیا جب وہ عورت مسجدِ نبوی میں آئی مولانا نے عرض کی سنتے ہی جوش میں آئی اور مولانا کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، شُف ھذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پس مولانا نے بیداری میں چشم ظاہر سے زیارت کی اس سے پہلے اس لڑکے سے خطا بھی معاف کرائی تھی مگر کچھ مفید نہ ہوا تھا۔ (امداد المشتاق، ص ۱۰۰)

☆ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

البشریٰ یا فاطمۃ المھدی منک (ابن عساکر بفتح الکبیر، ص ۱۷)

اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! تجھے بشارت ہے کہ امام مہدی تیری اولاد سے ہوں گے۔

☆ حضرت اسماء بنت عمیش رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتی ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے وقت میں سیّدہ کے پاس تھی اور میں نے دایہ کے فرائض انجام دیے، میں نے کوئی خون وغیرہ جو بوقتِ ولادت نکلتا ہے نہ دیکھا تو یہ کیفیت حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

فقال اما علمت ان فاطمۃ طاھرۃ مطھرۃ لا یری لھا دما فی طمث (مسند)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تو نہیں جانتی کہ فاطمہ طاہرہ ومطہرہ ہے اس کا حیض میں بھی خون نہیں دیکھا گیا۔

☆ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ما رایت احداً اشبہ سمناً ودلّاً وھدیاً (وفی روایۃ کلاماً و حدیثا) برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قیامھا وقعودھا من فاطمۃ بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قالت وکانت اذا دخلت علی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قام الیھا فقبلھا واجلسھا فی مجسلہٖ وکان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا ادخل علیھا قامت من مجلسھا فقبلتہ واجلستہ فی مجلسھا

کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو بیٹھنے، اُٹھنے، چلنے، پھرنے، حسن خلق اور گفتگو میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ مشابہ ہو۔ اُم المؤمنین فرماتی ہیں، جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کیلئے کھڑے ہوجاتے اور ان کو چومتے اور اپنی جگہ پر پیار ومحبت سے بٹھاتے اور جب حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے جاتے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑی ہوجاتیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بوسہ دیتیں اور ادب واحترام سے اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ (ترمذی مستدرک حاکم)

فائدہ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی بڑا چھوٹے پر شفقت ومحبت فرماتے ہوئے اور چھوٹا بڑے کی تعظیم کرتے ہوئے کھڑا ہوجائے تو یہ جائز اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ لہٰذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ اللہ کے سوا کسی اور کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا شرک ہے سراسر غلط اور دلیل جہالت ہے۔

☆ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ما رأیت احدا کان اصدق لهجة من فاطمة الا ان یکون الذی ولدها ﷺ (الاستیعاب، ج۲ص۷۷۲)

کہ میں نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں دیکھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں۔

حکایت

نزہۃ المجالس میں روایت ہے کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں تم سے افضل ہوں اس لئے کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جگر پارہ ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، دنیا میں ایسا ہی ہے جیسا کہ تم کہہ رہی ہو اور آخرت میں، میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بحیثیت زوجہ کے ہوں گی تو ایک تو آپ کی دائمی معیت دوسرے وہی درجہ جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونگے، دونوں باتیں مجھے حاصل ہونگی جو تمہیں حاصل نہ ہونگی کیونکہ تم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوگی اور جنت میں برتر ہونا دلیل فضیلت ہے۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاموش ہو گئیں۔

فقامت عائشة وقبلت راسها وقالت یا لیتنی شعره فی راسها (نزہۃ المجالس، ج۲ص۱۷۶)

تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو گئیں اور سیّدہ کے سر کو چوم کر کہنے لگیں، اے کاش! میں تمہارے سر کا ایک بال ہوتی۔

کرامت

جب یہ آیتِ کریمہ وان منکم الا واردھا ج کان علیٰ ربك حتما مقضیا نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فکرِ اُمت میں بہت رونے لگے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حالت دیکھ کر صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی بوجہ غلبہ محبت رونے لگ گئے۔ لیکن کسی کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رونے کا سبب معلوم نہ تھا چونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی رنج و غم میں بھی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ کر خوش ہو جاتے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سب رنج و غم دُور ہو جاتا تھا اس لئے بعض صحابہ کرام نے یہ تجویز کی کہ کسی طرح سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا جائے چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور تمام ماجرا عرض کر کے خواہش ظاہر کی کہ آپ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے چلیں۔ خاتونِ جنت سیّدۃ النساء العالمین نے اسی وقت اُٹھ کر ایک کمبل اوڑھا' جس میں بارہ سے زیادہ پیوند تھے اور چلیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں ایک دَرد سا اُٹھا اور میں روتے ہوئے دل میں یہ کہتے جا رہا تھا کہ کُفّار کی بیٹیاں تو زرّیں لباس پہنیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی پیاری بیٹی کے لباس میں اتنے پیوند لگے ہوں۔ جب دربارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پہنچے تو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی سیّدہ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور روتے ہوئے عرض کیا ابا جان! کس بات نے آپ کو اس قدر رُلایا؟ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ آیت پڑھ کر سنائی جو نازل ہوئی تھی سیّدہ سنتے ہی خوفِ خدا سے اور زیادہ رونے لگیں اور روتے روتے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ کر کے فرمایا، شیخ المہاجرین اللہ نے اپنے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر آیت اُتاری ہے تو کیا آپ اُمت کے بوڑھوں پر فدا ہوتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ اُمت کے نوجوانوں پر فدا ہوتے ہیں؟ انہوں نے عرض کی ہاں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ تم اُمت کے بچوں پر فدا ہوتے ہو؟ انہوں نے عرض کی ہاں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، میں اُمت پر فدا ہوتی ہوں۔ فنزل جبرائیل وقال یا محمد ان اللہ یقرئك السلام ویقول قل الفاطمة الخ پس جبرائیل امین نازل ہوئے اور کہا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اللہ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے کہیں وہ غم نہ کرے میں اُمت سے وہی سلوک کروں گا جو فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) چاہے گی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہو گئے اور سجدۂ شکر بجا لائے۔ (نزہۃ المجالس، ج ۲ ص ۱۷۴)

وہ نور العین وہ لختِ جگر دل محبوب ربانی — وہ فخر ہاجرہ و آسیہ و مریم ثانی

وہ جن کا ایک سجدہ ضامنِ عفو خطا کاراں — وہ جن کی جنبشِ لب شافع جرم گنہگاراں

کرامت

حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان شریف کا مہینہ دوپہر کا وقت تھا نہایت شدّت کی گرمی پڑ رہی تھی۔ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر حاضر ہوئی دروازہ بند تھا اور چکی کے چلنے کی آواز آرہی تھی میں نے روزنِ در سے جھانک کر دیکھا کہ سیّدہ تو چکی کے پاس زمین پر سورہی تھیں اور چکی خودبخود چل رہی تھی اور پاس ہی حسنین کریمین کا گہوارہ بھی خودبخود ہل رہا تھا یہ دیکھ کر میں نہایت حیران و متعجب ہوئی اور اسی وقت حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ماجرا بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شدت کی گرمی میں فاطمہ روزہ سے ہے پروردگارِ عالم نے فاطمہ پر نیند غالب کردی تا کہ اس کو گرمی کی شدت اور تشنگی محسوس نہ ہو اور ملائکہ کو حکم دے دیا کہ وہ فاطمہ کے کام سرانجام دیں۔

وہ خاتون جناں معصوم حوریں باندیاں جن کی
ملک جنت سے آخر پیتے تھے چکیاں جن کی

سبق...... اسلامی خواتین کو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقدس حالات سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ کس قدر افسوس ہے ان خواتین پر جو باوجود اس قدر راحتوں کے میسر ہونے کے پھر بھی شکوہ و شکایت کرتی ہیں اور اپنے فرائض سے غافل رہتی ہیں اور نماز تک نہیں پڑھتیں۔ کاش وہ سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت مبارک سے سبق حاصل کرتیں اور دنیا و آخرت میں بیشمار رحمت و برکت اور اجر و ثواب کی مستحق بنتیں۔ اسلامی خواتین کو یہ جان لینا چاہئے کہ ان کی نجات سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اتباع اور اسلامی احکام کی پابندی کرنے میں ہے۔

شرم و حیاء

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحیاء من الایمان والایمان فی الجنۃ والبذاء من الجفاء (ترمذی، احمد مشکوٰۃ، ص ۴۳۱)

حیاء ایمان کا ایک جزو ہے اور ایماندار جنت میں جائے گا اور بے حیائی بدی سے ہے اور بدکار دوزخ میں جائے گا۔

☆ حضرت عمران حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحیاء والایمان قرناء جمیعا فاذا رفع احدھما رفع الآخر (بیہقی، مشکوٰۃ، ص ۴۳۲)

حیاء ایمان دونوں لازم وملزوم ہیں جب ان دونوں میں سے ایک اُٹھالیا جائے تو دوسرا خود بخود اُٹھ جاتا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، یہ بات انبیائے سابقین کے کلام میں سے ہے:

اذا لم تستحیی فاصنع ماشئت (بخاری)

کہ جب تو نے شرم وحیا نہیں کی تو اب جو تیرا دل چاہے کر۔

☆ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک وصف یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرم وحیاء والے تھے۔

فائدہ...... کنوای لڑکیوں کی شرم وحیاء مشہور تھی چنانچہ لوگ مثال دیا کرتے تھے کہ فلاں تو کنواری لڑکیوں کی طرح شرماتا ہے لیکن آج کل سکولوں کالجوں میں پڑھنے والی کنواری لڑکیاں اور لڑکے جو کچھ کر رہے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے (الا ماشاء اللہ) نا معلوم مسلمان قوم غیرت وشرافت اور شرم وحیاء کو چھوڑ کر کیوں بے غیرت و بے حیا ہوتی جارہی ہے ؎

ہوا مسموم ہوتی جا رہی ہے   فضا مغموم ہوتی جا رہی ہے
ستم ہے بنت مسلم کی نظر سے   حیاء معدوم ہوتی جا رہی ہے

حقیقت میں یہ ساری خرابی سینما بے پردگی اور آج کل کی تعلیم کی ہے۔ کتاب وسنت اور بزرگانِ دین کی مقدس زندگیوں کے حالات کی بجائے ہمارے پیش نظر ناول عشقیہ افسانے اور فلمی ستاروں کے حالات ہیں سکولوں اور کالجوں میں ڈرانے، ناچ اور گانا وغیرہ بھی سکھایا جاتا ہے۔ ان چیزوں کے تأثرات کے خطرناک نتائج ہمارے سامنے ہیں خدا کرے کہ مسلمان بچے اور بچیاں ناولوں اور افسانوں کی بجائے کتاب وسنت اور بزرگانِ دین کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کریں اور والدین کو دینی تعلیم دِلانے کا شوق ہو۔ آمین ثم آمین

بدقسمتی سے مسلمانوں میں چند افراد ایسے بھی پیدا ہو گئے ہیں جن کا دعویٰ ہے قرآن میں کہیں پردے وغیرہ کا ثبوت نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی ضروری ہے کیونکہ اس سے صحت خراب ہو جاتی ہے اور عورتیں بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔ پردہ ایک قسم کی قید اور حبس بے جا ہے۔ مانع تعلیم و ترقی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ پردے کے متعلق بھی چند عقلی و نقلی دلائل ہدیہ ناظرین کردیئے جائیں بلاشبہ یہ تمام خیالات یورپ کی طرز زندگی پر فریفتہ ہو جانے کا نتیجہ ہیں اور اسی کا نام دین فراموشی اور نفس پرستی ہے۔ فرنگی اقوام کی رنگ رلیاں دیکھ کر گمراہ نفس چاہتا ہے کہ اسی طرح رنگ رلیاں منائیں جائیں اور نفسانی لطف وسرور حاصل کیا جائے باقی تعلیم و ترقی کے سب بہانے ہیں ورنہ اسلامی پردہ نہ مانع ترقی و تعلیم ہے اور نہ باعثِ خرابی صحت۔ یہ ایک وہم اور غلط خیال ہے ایک زمانہ وہ تھا جبکہ مسلمان تمام دنیا میں عزت و برتری کے واحد مالک تھے ترقیات کی تمام منازل میں دنیا کی ساری اقوام سے آگے آگے تھے اسلامی پردہ اس وقت بھی موجود تھا اس زمانہ کی بڑی بڑی عالم وفاضل خواتین کے تذکروں سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ بلاشبہ ان کے علمی اور مجاہدانہ کارنامے لائق صد تحسین اور مسلمانوں کیلئے قابل فخر ہیں۔

ان خواتین اسلام نے کبھی یہ نہ چاہا کہ ہمیں پردہ سے آزادی ملنی چاہئے کیونکہ یہ مانع ترقی اور باعث خرابی صحت ہے اور نہ اس وقت کے غیور اور بہادر مسلمانوں کے دل میں کبھی یہ خیال پیدا ہوا کہ پردہ مانع ترقی اور باعث خرابی صحت ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہم مسلمانوں نے کتاب وسنت کو پڑھنا اور ان پر عمل کرنا چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منہ موڑ بیٹھے۔ تو ہم سے سربلندیاں چھین لی گئیں اور ہم پستی و تنزلی کی گہرائیوں میں جا گرے اگر پردہ کو مانع ترقی قرار دیا جائے تو پھر قرون اولیٰ کے مسلمان جو پردہ نسواں کے سختی سے پابند تھے کیونکر ترقی کر گئے حقیقتاً ہمارے تنزل کا باعث پردہ نہیں بلکہ بے پردگی اور ترکِ مذہب ہے۔

پردہ ضروری ہے

یہ ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ موزوں و متناسب اور حسین وجمیل اشیاء کی طرف قلوب ونفوس کا میلان ایک طبعی امر ہے۔ یہ انسان کی فطرت میں ہے کہ جب وہ کسی چیز کو پسند کرلیتا ہے تو پھر اس کے حصول کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے اسی واسطے ہر دوکاندار اپنی حسین وجمیل اشیاء کا برسرِ بازار مظاہرہ کرتا ہے تاکہ لوگوں کی نظر ان پر پڑے اور وہ ان کی خوبیوں سے مطلع ہوکر ان کو حاصل کریں۔ وہ جانتا ہے کہ اگر ان کو چھپا کر رکھ چھوڑا اور کسی کی نظر ان پر نہ پڑی تو کسی کے دل میں ان کے حصول کا جذبہ پیدا نہیں ہوگا کیونکہ حصول کا جذبہ تو دیکھنے کے بعد ہی پیدا ہوتا ہے جب آپ اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں تو انصاف سے بتایئے کہ اگر ایک حسین وجمیل جوان عورت اپنے حسن و جمال، زینت و آرائش کے ساتھ بے حجاب لوگوں کے سامنے آئے گی جو لوگ شہوات نفسانی رکھتے ہیں اور وہ منجانب اللہ محفوظ و معصوم بھی نہیں ہیں، کیا وہ متاثر نہیں ہوں گے؟ اور کیا ان کے جذبات میں ایک تحریک پیدا نہیں ہوگی؟ ہوگی اور ضرور ہوگی! پھر وہ چاہیں گے کہ کسی نہ کسی طرح اپنے جذبات کی آگ کو بجھائیں اور کچھ نہیں تو قصداً بار بار نظر کرکے لطف اندوز ہوں گے اور پھر یہی لطف اندوز ایک عادت بن جائے گی جو آگے چل کر بے حیائی کے ارتکاب اور فتنہ وفساد کا موجب بنے گی۔ خدا کی قسم! ہماری عزت و آبرو کی حفاظت اسی میں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس ارشادات پر عمل پیرا ہوکر پردے کی پابندی کریں اور کروائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ط ذٰلك ازکی لھم ط

ان اللہ خبیر بما یصنعون وقل للمؤمنٰت یغضضن من ابصارھن ویحفظن

فروجھن ولایبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علیٰ جیوبھن

میرے حبیب مومن مردوں سے فرمادیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے پاکیزہ تر ہے

بے شک اللہ اس سے باخبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور مومن عورتوں سے فرمادیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں

اور عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو خود بخود ظاہر ہوجائے

اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بُکل مارلیا کریں۔

فتنہ وفساد اور بے حیائی کی ابتداء بدنظری سے ہی ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اسی دروازہ کو بند فرمایا۔ مردوں اور عورتوں کو یکساں طور پر حکم دے دیا کہ وہ اپنی نگاہوں کو پست اور غیروں کی دید سے باز رکھیں اور اپنی شہوات کو اپنے قابو میں رکھیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مرد اور عورتیں ہروقت نیچے ہی دیکھتے رہیں اور کبھی اوپر نہ دیکھیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کے حسن و جمال اور زینت و آرائش سے متاثر اور لطف اندوز ہوکر ایک دوسرے کی طرف میلان نہ کریں کہ یہ فتنہ کا موجب ہے اسی واسطے وہ پہلی نظر جو اچانک بلا قصد و بلا اِرادہ پڑ جاتی ہے' معاف ہے۔ بشرطیکہ نظر کو فوراً پھیر لیا جائے کیونکہ وہ برے تاثرات سے مبرا ہوگی ہاں وہ دوسری نظر جو قصد و ارادہ سے ڈالے ناجائز ہوگی کیونکہ اس کے اندر خواہش نفسانی کا ضرور دخل ہوگا۔

مسئلہ...... علاج و معالجہ کے موقع پر طبیب کا **اَجنَبِیَہ** مریضہ اور اس کے جسم کے کسی حصہ کو دیکھنا یا کوئی اجنبیہ جو ڈوب رہی ہو یا اس کی جان یا عزت وآبرو کسی خطرہ میں ہو تو اس کو بچاتے ہوئے اس کے چہرے یا ستر وغیرہ پر نظر پڑ جائے تو یہ مستثنیٰ ہے۔

تجربہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ عورت کیلئے کون سی چیز بہتر ہے؟ تمام صحابہ خاموش رہے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسی وقت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا اور آ کر پوچھا:

ای شئ خیر للنساء قالت لایرین للرجل ولا یرونھن

فذکرت للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال فاطمہ بضعۃ منّی (بزاز، دار قطنی)

کہ عورتوں کیلئے سب سے بہتر کیا چیز ہے؟ سیّدہ نے فرمایا کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مردان کو دیکھیں۔ فرماتے ہیں میں نے سیّدہ کا جواب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

فائدہ...... نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ وہ خوب سمجھی ہیں اور ان کا جواب بالکل دُرست ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا آخر وہ میرا جزوِ بدن جو ہیں۔

انتباہ...... نگاہوں کو نیچے رکھنے کا حکم تو مرد و عورت دونوں کیلئے تھا اس کے بعد خاص عورتوں کو چہرہ چھپانے کا حکم دیا گیا ارشاد ہوتا ہے:

یایھا النبی قل لازواجك وبنٰتك ونسآء المؤمنین یدنین علیھن

من جلابیبھن ط ذٰلك ادنی ان یعرفن فلا یؤذین

اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنے اوپر چادر سے گھونگھٹ ڈال لیا کریں اس سے ان کی پہچان ہو جایا کرے گی اور ان کو ستایا نہیں جائے گا۔

فائدہ...... نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں شہر کے اندر اکثر مکانوں میں بیت الخلاء نہیں ہوا کرتا تھا اس لئے شرفاء کی عورتوں کو بھی لونڈیوں کی طرح قضائے حاجت کیلئے شہر سے باہر جانا پڑتا تھا۔ بدکردار لوگ ان کا پیچھا کرتے اور ان سے ہنسی مذاق کیا کرتے جب ان سے کہا جاتا کہ تم شرفا زادیوں سے ایسا کیوں کرتے ہو؟ وہ کہتے یہ تو لونڈیاں ہیں' شرفاء تھوڑا ہی ہیں ورنہ ہماری کیا مجال ہے۔ اس پر یہ آیت اُتری کہ اے محبوب! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ چادروں یا برقعوں سے اپنے سروں اور چہروں کو چھپا کر نکلیں تاکہ لباس سے اس کے اور لونڈیوں کے درمیان امتیاز ہو جائے اور لوگ پہچان لیں کہ یہ شرفا زادیاں ہیں' لونڈیاں نہیں ہیں پھر بدکار لوگ ان کا پیچھا وغیرہ نہیں کیا کریں گے اور اس طرح وہ بدکاروں کی اذیت سے محفوظ رہیں گی۔

جسمِ انسانی میں چونکہ سب سے زیادہ خوبصورت اور اعلیٰ مقام چہرہ ہوتا ہے اور چہرہ دیکھ کر ہی قلبی میلان ہوتا ہے اسی لئے چہرہ کو چھپانے کا حکم دیا گیا تاکہ نہ کسی کی نظر پڑے اور نہ قلبی میلان ہو۔ گھروں میں عام طور پر عورتیں بے تکلفی سے رہتی ہیں کیونکہ گھر میں کوئی غیر محرم نہیں ہوتا اس لئے اجنبی لوگوں کو حکم دیا گیا کہ وہ کسی دوسرے کے گھر بغیر اجازت نہ جائیں۔ فرمایا:

یایھا الذین اٰمنوا لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا و تسلموا علی اھلھا

اے ایمان والو! دوسرے کے گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ ان سے اجازت نہ لے لو اور پھر جب جاؤ تو اہلِ خانہ کو سلام کرو۔

فائدہ...... اگر کوئی ایسا موقعہ پیش آجائے کہ غیر محرم عورت سے کچھ پوچھنا ہو یا لینا ہو تو فرمایا:

واذا سالتموھن متاعا فسئلوھن من ورآء حجاب ط ذٰلکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن

اور جب تم عورتوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو اس میں زیادہ پاکیزگی ہے تمہارے دِلوں کیلئے بھی۔

کیونکہ اس طرح تمہاری نظر ان کے چہرے اور حسن و جمال اور زِینت و آرائش پر نہیں پڑے گی اور ان کی نظر تم پر نہیں پڑے گی اور مفاسد کے دروازے نہیں کھلیں گے اور قلوب ناپاک جذبات سے پاک رہیں گے۔

حکایت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کے کسی بچہ کو مانگا تو آپ نے پردے کے پیچھے ہاتھ بڑھا دیا۔ (فتح القدیر) حالانکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خادمِ خاص تھے اور عزیزوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے تھے پھر بھی سیّدہ نے ان سے پردہ فرمایا اور سامنے نہ ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد 'من ورآء حجاب' اور سیّدہ کے مبارک اور پاکیزہ عمل سے معلوم ہوا کہ روبرو ہونا فتنہ کا موجب ہوسکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بوقتِ ضرورت اجنبی مرد عورتوں سے کوئی چیز وغیرہ لے سکتے اور گفتگو بھی کرسکتے ہیں اور عورتوں کو بھی بوقتِ ضرورت ان سے گفتگو کرنے کی اجازت ہے مگر اس میں یہ شرط ہے۔ فرمایا:

فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہٖ مرض

غیروں سے نرم اور دلکش لہجہ میں بات نہ کرو' ورنہ جس کے دل میں بیماری ہے' وہ تمہارا لالچ کرے گا۔

چونکہ عورت کی آواز میں قدرتی طور پر ایک نرمی اور نزاکت و حلاوت ہوتی ہے جو اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دے دیا کہ غیر مردوں سے جب گفتگو کرو تو نرم و نازک اور شیریں لہجہ اختیار نہ کرو بلکہ اپنی آواز میں قدرے سختی اور روکھا پن پیدا کرو تاکہ کوئی بدباطن غلط فہمی کا شکار ہو کر تم سے کوئی اُمید وابستہ نہ کرے۔

اہلِ انصاف سے اُمید ہے کہ وہ ان چند سطور کو پڑھ کر پردہ کی اہمیت کو سمجھیں گے اور جان لیں گے کہ ہماری عزت و آبرو کا تحفظ اسلامی پردہ میں ہی ہے۔ (پردہ کے بارے میں فقیر کی تصنیف 'اسلامی پردہ' پڑھئے۔)

ملفوظ فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی تھیں کہ عورتیں بغیر کسی اشد ضرورت کے دوسری عورت کو ننگے بدن نہ دیکھا کریں اگر کوئی عورت کسی دوسری عورت کو ننگے بدن دیکھ لے تو اس کی ساخت اپنے شوہر کے آگے نہ بیان کرے۔

شان فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا

كان يوم القيامة نادىٰ مناد من و راء الحجاب يا اهل الجمع غضوا ابصاركم حتى تمر فاطمة بنت محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فتمرو معها سبعون الف بلادية من حور العين كابرق اللدمع

قیامت کے دن منادی ندا کرے گا لوگو! اپنی نگاہیں بند رکھو اس لئے کہ فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) گزرتی ہیں چنانچہ آپ ستر ہزار حوروں کے ساتھ بجلی کی طرح گزر جائیں گی۔ (المستدرک حاکم ونزہۃ المجالس)

علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا ؎

اگر بندے زدر ویشے پذیری — ہزار امت بمیرد تو نمیری
بتولی باش و پنہاں شو ازیں عصر — کہ در آغوش شبیری بگیری

اگر تم کسی درویش کو قبول کرو گے تو ہزار امت مرے گی لیکن تم نہ مرو گے فاطمہ ہو اور پردہ میں رہو اس دنیا میں پھر تمہاری بغل میں شبیر جیسے حاصل کرو یعنی بڑا انعام پاؤ۔

خاتمہ

یہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو اعزاز حاصل ہوا کہ آپ اولاد نسبی سے اولاد رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منتخب ہوئیں اب اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ہی حقیقی سیّد کہلانے کی مستحق ہے اور من حیث السید آپ کی ہی اولاد واجب التعظیم ہے اسی لئے خاتمۃ الکتاب فقیر انہی سادات کرام کے فضائل وآداب عرض کرتا ہے۔

نوٹ...... جو بد مذہب ہو جائے یعنی اس کا ارتداد یقینی ثابت ہو تو وہ کسی بھی تعظیم و تکریم کے قابل نہیں بلکہ وہ واجب التحقیر ہے۔ اس کی تفصیل فقیر کا رسالہ ’کیا بد مذہب سیّد نہیں‘ کا مطالعہ کیجئے۔

فضائلِ ساداتِ کرام

☆ حدیث شریف میں ہے کہ

عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انشدکم اللّٰہ اھل بیتی ثلاثا قلنا لزید من اھل بیتہ قال آل علی و آل جعفر و آل عقیل و آل العباس و قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی تارك فیکم ما ان اخذتم بہٖ لم تضلوا کتاب اللّٰہ وعترتی اھل بیتی فانظروا کیف تخلقونی فیھما وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معرفۃ آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برآئۃ من النار وحب آل محمد جواز علیٰ صراط والولایۃ لآل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امان العذاب۔

قال بعض العلماء معرفتھم فی معرفۃ مکانھم من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واذ عرفھم بذالك عرف وجوب حقھم وحرمتھم بسببہٖ (الشفاء، ج۲ص۳۷-۳۸)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی قسم دیتا ہوں یہ تین بار فرمایا۔ ہم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت کون ہیں؟ فرمایا، آلِ علی اور آل جعفر اور آل عقیل اور آل عباس (رضی اللہ عنہم) اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تم میں وہ کچھ چھوڑ رہا ہوں کہ جب تک تم انہیں مضبوطی سے تھامے رہو گے گمراہ نہ ہو گے وہ کتاب اللہ (قرآن مجید) اور میری عترت (اہل بیت) ہیں۔ تو غور کرو کہ تم ان دونوں سے میرے بعد کیا معاملہ کرتے ہو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، آل محمد کی پہچان نارِ جہنم سے آزادی کا موجب ہے اور آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت پل صراط سے سلامت گزرنے میں آسانی کا باعث ہے اور آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دوستی رکھنا عذابِ قبر سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

فائدہ...... حضرت امام قاضی عیاض مالکی قدس سرہٗ فرماتے ہیں، بعض علماء نے فرمایا کہ اہل بیت کی معرفت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انہیں جو عزت و مرتبہ حاصل ہے اسے پہچان لیا تو اس کی وجہ سے اس نے ان کے حق اور ان کی حرمت کے واجب ہونے کو پہچان لیا۔

واضح رہے کہ عترت کے بہت معنی ہیں۔ قوم، اقارب، نزدیکی لوگ، ایک دادا کی اولاد اور گھر والے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل بیتی فرما کر عترت کی تفسیر فرمادی کہ یہاں عترت سے مراد اہل بیت ہے۔ قرآن کو پکڑنے سے مراد اس کے احکام پر عمل کرنا۔ عترت کو پکڑنے سے مراد ہے ان کا احترام کرنا، ان کی باتوں پر اعتماد کرنا، ان کے فرمانوں پر عمل کرنا اور ان کے نقش قدم پر چلنا اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ اہل بیت خواہ ازواجِ پاک ہوں یا اولاد سب ہمیشہ ہدایت پر رہیں گے۔ کبھی گمراہ یا بے راہ نہ ہونگے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ اہل بیت کی اطاعت ان احکام میں ضروری ہے جو خلاف شرع نہ ہوں مگر حق یہ ہے کہ وہ حضرات نہ تو خلافِ شرع کوئی کام کرتے ہیں نہ اس کا حکم دیتے ہیں۔

☆ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

وانا اتاکم فیکم الثقلین اوّلھما کتاب اللّٰہ فیہ الھدیٰ والنور فتخذوا بکتاب اللّٰہ واستمسکوا بہٖ فحث علیٰ کتاب اللّٰہ ورغب فیہٖ ثم قال واھل بیتی اذکراکم اللّٰہ من اتبعہ کان علی الھدیٰ ومن ترکہ کان علی الضلالۃ (رواہ مسلم)

میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان میں سے پہلی تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے (یعنی قرآن مجید میں عقائد و اعمال کی ہدایت ہے اور یہ دنیا میں دل کا نور ہے اور قیامت میں پل صراط کا نور) تم اللہ کی کتاب کو مضبوط پکڑو (قرآن کریم کو ایسی مضبوطی سے تھامو کہ زندگی اس کے سایہ میں گزرے، موت اس کے سائے میں آئے۔)

فائدہ...... خیال رہے کہ کتاب اللہ میں سنت رسول اللہ بھی داخل ہے کہ یہ کتاب اللہ کی شرح ہے سنت کے بغیر کتاب اللہ پر عمل ناممکن ہے اور فقہ بھی کتاب اللہ کی شرح ہے۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتاب اللہ پر اُبھارا۔ اس کی رغبت دی (یعنی قرآن مجید پر عمل نہ کرنے سے ڈرایا ہے عمل کرنے پر رغبت دی ثواب کا وعدہ فرمایا) پھر فرمایا، اور میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں (یعنی میری ازواج جناب علی المرتضٰی وغیرہم ان سے محبت کرو۔)

☆ ایک روایت میں ہے کہ کتاب اللہ (قرآن مجید) اللہ کی رسی ہے (جیسے کنویں میں گیا ہوا ڈول رسی سے وابستہ رہے تو پانی لئے آتا ہے وہاں کیچڑ میں نہیں پھنستا لیکن اگر رسی سے کھل جائے تو وہاں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔ دُنیا کنواں ہے جہاں نیک اعمال و ایمان کا پانی بھی ہے اور کفر و گناہوں کی دلدل بھی، ہم لوگ گویا ڈول ہیں اگر قرآن اور صاحبِ قرآن سے وابستہ رہے تو یہاں کے کفر و عصیاں میں نہیں پھنسے گے۔ خیال رہے کہ قرآن رسی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوپر کھینچنے والے مالک ہیں رسی کا ایک سرا ڈول میں ہوتا ہے دوسرا سرا اوپر والے کے ہاتھ میں اگر اوپر والا ہاتھ نہ کھینچے تو رسی ڈول کو نہیں نکال سکتی) جس نے قرآن کی اتباع کی وہ ہدایت پر رہا جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر رہا۔

فائدہ......اس حدیثِ مبارکہ میں **وانا تارك فيكم الثقلين** فرمایا گیا ثقلین بنا ہے ثقل سے بمعنی بوجھ جن وانس کو بھی ثقلین کہتے ہیں کہ زمین میں ان کا بڑا وزن ہے پھر فرمانِ الٰہی، احکام شرعیہ کو ثقل کہتے ہیں کہ ان پر عمل نفس پر بوجھ ہے۔

انا سنلقى عليك قولا ثقيلا چونکہ قرآن مجید پر عمل اور اہل بیت کی اطاعت نفس پر بھاری ہے لہٰذا انہیں ثقلین فرمایا گیا بعض شارحین نے فرمایا کہ ثقلین بمعنی زینت کی چیزیں ہیں جن وانس کو ثقلین اس لئے فرمایا گیا ہے کہ ان سے زمین کی زینت ہے **سنفرغ لكم ايه الثقلٰن** محشر میں انہیں کا حساب وکتاب ہے چونکہ ایمان کی زینت دین کی رونق، قرآن مجید اور اہل بیت اطہار سے ہے اس لئے انہیں ثقلین فرمایا (مرقات) یعنی دو بھاری بھرکم چیزیں یا نفیس ترین چیزیں جو متاع ایمان میں سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ)

☆ روایت میں ہے:

عن زيد بن ارقم رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم انى تارك فيكم ما ان تمسكتم بهٖ لن تضلوا بعدى احدهما اعظم من الآخر كتاب الله حبل ممدود من السماء الى الارض وعترتى اهل بيتى ولن يتفرقا حتى ترد على الحوض فانظروا كيف تخلقونى فيهما (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تم میں وہ کچھ چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رہو تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ ان میں ایک دوسری سے بڑی ہے (یعنی قرآن اہل بیت سے بڑا ہے اور عظمت والا ہے) اَحَدُ ھُمَا سے مراد قرآن کریم ہے اور آخر سے مراد اہل بیت ہے۔ (مرقات)

اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین تک دراز رسی ہے (جیسے اوپر سے لٹکی ہوئی رسی ترقی کا ذریعہ بھی ہوتی ہے اور تنزل کا ذریعہ بھی کہ اس سے اوپر کو چڑھا جاتا ہے اسی سے اُترا جاتا ہے ایسے ہی قرآن کریم کے ذریعے اس پر عمل کر کے ترقی ہوگی۔ قرآن کو چھوڑ کر تنزل) قرآن کریم اللہ کی امان ہے جس نے اسے پکڑ لیا اللہ کی امان میں (آ گیا) اور میری عترت میرے اہل بیت یہ دونوں جدا نہ ہونگے حتیٰ کہ کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر آ جاویں (اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ قرآن اور اہل بیت آپس میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے، اہل بیت ہمیشہ قرآن وحدیث پر عامل رہیں گے۔ قرآن ان کے دل و دماغ اور عمل میں رہے گا۔ دوسرے یہ کہ قرآن اور اہل بیت کبھی مجھ سے جدا نہ ہونگے حتیٰ کہ یہ دونوں میرے پاس حوضِ کوثر پر پہنچ جائینگے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں ان کی سفارش کریں گے۔ جنہوں نے ان دونوں کا حق ادا کیا ہوگا) تو غور کرو تم ان دونوں سے میرے بعد کیسا معاملہ کرتے ہو۔

فوائد از احادیث مبارکہ

☆ اہل بیت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کیلئے دنیا میں کشتی نوح علیہ السلام کی مانند ہیں، اہل بیت کی محبت، ان کی اطاعت واتباع ذریعۂ نجات ہے۔

☆ اہل بیت سے محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کی علامت اور دلیل ہے۔

☆ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر والوں، ازواجِ مطہرات، اولاد پاک کی محبت حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا زینہ ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا ذریعہ ہے۔

☆ اہل بیت اطہار سے محبت رکھنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں مقبولیت حاصل ہوتی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے راضی اور خوش ہوتے ہیں۔

☆ اہل بیت اطہار کی محبت کا تقاضا ہے کہ تمام صحابہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھی جائے جو صحابہ کرام سے محبت نہیں رکھتا وہ اہل بیت اطہار کا بھی مخالف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کا مخالف و باغی مردود اور جہنمی ہے۔

☆ اہل بیت کی محبت کا تقاضا ہے کہ انکے مقام کی معرفت حاصل کی جائے ان کی کما حقہ تعظیم و تکریم کی جائے ان کے نقش قدم کی پیروی کی جائے۔

☆ آلِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معرفت (پہچان) نارِ جہنم سے آزادی کا موجب اور پل صراط سے سلامت گزرنے میں آسانی کا باعث ہے اور عذاب سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

☆ اہل بیت کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ ان پر اعتماد کیا جائے ان کے فرمان کی تعمیل کی جائے۔

☆ اہل بیت کی اطاعت بھی انہی احکام میں ہے جو خلافِ شرع نہ ہوں۔

☆ اہل بیت اور قرآن لازم و ملزوم ہیں اہل بیت اطہار کے عقائد و اعمال قرآن و حدیث کے خلاف نہیں ہوسکتے۔ یہ پاکباز ہیں مُلحد بے دین اور گمراہ نہیں ہوسکتے' اسی لئے فرمایا گیا کہ تم قرآن اور اہل بیت کو مضبوطی سے تھامے رہوگے تو گمراہ نہ ہوگے۔

☆ اہل بیت کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا لازم ہے کہ کہیں ان کی بے ادبی، گستاخی یا ان کی توہین و تنقیص نہ ہونے پائے۔

☆ ایمان کی زینت، دین کی رونق، قرآن مجید اور اہل بیت اطہار سے ہے یہ دونوں ایسی بھاری بھر کم یا نفیس ترین چیزیں ہیں جو متاعِ ایمان میں سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔

☆ قرآن و اہل بیت میدانِ محشر میں حوضِ کوثر پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں اپنے محبین اور متبعین کی سفارش کریں گے اور ان کی سفارش مقبول ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ اپنے حبیبِ لبیب، سرکارِ دو عالم، **محمد مصطفیٰ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیں اپنے محبوب قرآن مجید اور اہل بیت اطہار کی سچی محبت عطا فرمائے اور ان کے حقوق ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

واضح رہے کہ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرنے والے جاہل پیر، فقیر اور ان کے حواری جو خلافِ شریعت ہیں بھنگ گھوٹ رہے ہیں اور گاتے جاتے ہیں ’گھٹے بھنگ تو چڑھے رنگ یا علی مدد پنجتن پاک کی جے‘ یا چرس پی رہے ہیں اور کہتے جاتے ہیں ’سوٹا لے عرش دا جھوٹا‘ وغیرہ وغیرہ یہ محبتِ اہل بیت نہیں عداوتِ اہل بیت ہے۔

اہل بیت نے کبھی نماز چھوڑی نہیں، انہوں نے کبھی پڑھی نہیں۔ اہل بیت اطہار دین اسلام کی زینت ہیں اور یہ جھوٹے مدعیان محبت اہل بیت دین اسلام کیلئے باعث ننگ و عار ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

وصیت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل بیت سے پیش آنے کے متعلق میری وصیت سن لو کیونکہ قیامت میں مَیں ان کی طرف سے تم سے جھگڑوں گا اور جس سے جھگڑا کروں گا اسے اللہ تعالیٰ مغلوب فرمائے گا اور جسے اللہ تعالیٰ مغلوب فرمائے گا اسے جہنم میں داخل فرمادے گا۔ حدیث صحیح میں ہے جیسا کہ بہت سے اہل سنن نے بیان کیا۔

ابو لہب کی بیٹی

جب ابولہب کی بیٹی ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائیں تو انہیں کہا گیا کہ تمہاری ہجرت تمہیں بے نیاز کرے گی، تم تو جہنم کے ایندھن کی بیٹی ہو۔ انہوں نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی تو آپ سخت ناراض ہوئے اور بر سرِ منبر فرمایا، ان لوگوں کا کیا حال ہے جو مجھے میرے نسب اور رشتہ داروں کے بارے میں اذیت دیتے ہیں۔ خبردار! جس نے میرے نسب اور رشتہ داروں کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی۔

اعدائے اہل بیت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے بنو عبدالمطلب! میں نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کی دعا کی ہے۔

۱......تم میں جو دین پر قائم ہے اسے ثابت قدمی عطا فرمائے۔

۲......تمہارے بے علم کو علم عطا فرمائے۔

۳......تمہارے بے راہ کو ہدایت عطا فرمائے۔

اگر کوئی شخص بیت اللہ شریف کے ایک کونے اور مقام ابراہیم کے درمیان چلا جائے اور نماز پڑھے اور روزے رکھے پھر وہ اہل بیت کی دشمنی پر مر جائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔ (طبرانی وحاکم)

بغض کی سزا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، بنو ہاشم اور انصار کا بغض کفر اور عرب کا بغض منافقت ہے۔ (طبرانی)

آلِ رسول کا دشمن ولد الحرام

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص میری عترت طیبہ اور انصار کو نہیں پہچانتا (یعنی تعظیم نہیں کرتا) تو اس کی تین میں سے کوئی ایک وجہ ہوگی، یا تو وہ منافق ہے، یا ولد الزنا ہے یا جب اس کی ماں اس سے حاملہ ہوئی تو وہ پاک نہیں ہوگی۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

بغض اہل بیت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں، ہمیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسم نے خطبہ ارشاد فرمایا میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ اے لوگو! جو شخص ہم اہل بیت کو مبغوض رکھے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے یہودی بنا کر اُٹھائے گا۔ (طبرانی فی الاوسط)

بغض والا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم اہل بیت کو کوئی شخص مبغوض نہیں رکھے گا مگر اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل فرمائے گا۔ (یہ حدیث امام حاکم نے روایت کی اور اسے شرط شیخین پر صحیح قرار دیا)

حاسد

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا، دیکھنا ہمارے بغض سے اجتناب کرنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص ہم سے بغض یا حسد کرے گا اسے قیامت کے دن حوضِ کوثر سے آگ کے چابکوں سے دُور کیا جائے گا۔ (طبرانی)

ملعون

حدیث شریف میں ہے امام احمد نے مرفوعاً (یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد) روایت کیا، جو شخص اہل بیت سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔

☆ سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عترتِ پاک کے بارے میں اذیت دی، اس پر جنت حرام کردی گئی۔

☆ امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے سات قسم کے لوگوں پر لعنت کی ہے اور ہر نبی کی دعا مقبول ہوتی ہے، ان میں سے آپ نے اس شخص کو شمار کیا جو آپ کی اولاد کے ساتھ وہ معاملہ جائز سمجھتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔

حکایات

ذیل میں چندوہ حکایات عرض کردوں جن بزرگوں نے آلِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نیک سلوک اوران کی تعظیم وتکریم کی:۔

فاروقِ اعظم اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

یحییٰ ابن سعید انصاری' عبید بن حنین سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے میں منبر پر چڑھا اور کہا میرے باپ کے منبر سے اُتریئے اور اپنے باپ کے منبر پر جایئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میرے باپ کا منبر نہیں تھا اور مجھے پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا، میں اپنے سامنے رکھی ہوئی کنکریوں سے کھیلتا رہا، جب آپ منبر سے اُترے تو مجھے اپنے گھر لے گئے پھر مجھے فرمایا کتنا اچھا ہو اگر آپ گاہے گاہے تشریف لائیں۔ فرماتے ہیں ایک دن میں ان کے پاس گیا آپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تنہائی میں مصروفِ گفتگو تھے اور عبداللہ ابن عمر دروازے پر کھڑے تھے ابن عمر واپس ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ واپس آ گیا۔ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا، کیا بات ہے میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ میں نے کہا امیر المؤمنین! میں آیا تھا آپ حضرت معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے گفتگو فرما رہے تھے تو میں ابن عمر کے ساتھ واپس آ گیا۔ انہوں نے فرمایا، آپ ابن عمر سے زیادہ حقدار ہیں ہمارے سروں کے بال اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اُگائے ہیں۔ (الاصابہ لابن حجر عسقلانی)

عمر بن عبدالعزیز اور سیّد زادہ

عمر قواریری فرماتے ہیں کہ ہمیں یحییٰ بن سعید نے سعید بن ابان قرشی سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن حسن بن حسن' حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے وہ نوعمر تھے ان کی بڑی بڑی زُلفیں تھیں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے انہیں اونچی جگہ بٹھایا۔ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کی ضرورتیں پوری کیں پھر ان کے جسم کے ایک بل کو اونچا کر کے فرمایا کہ ان کی اللہ تعالیٰ نے عزت کی اور فرمایا شفاعت کرنے کیلئے اسے یاد رکھنا۔ جب وہ تشریف لے گئے تو ان کی قوم نے انہیں ملامت کی اور کہا آپ نے ایک نوعمر بچے کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ انہوں نے فرمایا، مجھے معتبر آدمی نے بیان کیا گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے سن رہا ہوں' آپ نے فرمایا، فاطمہ میری لختِ جگر ہیں ان کی خوشی کا سبب میری خوشی کا سبب ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ اگر حضرت فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تشریف فرما ہوتیں تو میں نے جو کچھ ان کے بیٹے سے کیا ہے اس سے خوش ہوتیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے جوان کے پیٹ کی چٹکی لی ہے اور جو کچھ آپ نے کہا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا، بنوہاشم کا ہر فرد شفاعت کرے گا مجھے توقع ہے کہ مجھے ان کی شفاعت حاصل ہوگی۔

انہی حضرت عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ میں کسی کام سے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دروازے پر گیا انہوں نے فرمایا، جب آپ کو مجھ سے کوئی کام ہو تو پیغام بھیج دیا کریں یا تحریر فرما دیا کریں' مجھے اللہ تعالیٰ سے حیاء آتی ہے کہ میں آپ کو اپنے دروازے پر دیکھوں۔

امام مالک

جب جعفر بن سلیمان نے امام مالک کو کوڑے لگوائے اور جو سزا دینا تھی دی اور انہیں بے ہوشی کی حالت میں اُٹھا کر لے جایا گیا لوگ آپ کے پاس آئے جب افاقہ ہوا تو فرمایا، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے مارنے والے کو معاف کر دیا ہے۔ بعد میں اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا، مجھے خوف ہے کہ مرنے کے بعد بارگاہِ رسالت میں حاضری ہوگی تو مجھے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حیاء آئے گی کہ میری وجہ سے آپ کی آل کا ایک فرد جہنم میں جائے۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ منصور نے آپ سے کہا کہ میں جعفر سے آپ کا بدلہ دِلواتا ہوں تو امام نے فرمایا، خدا کی پناہ! ایسا نہیں ہوسکتا بخدا جب چابک میرے جسم سے اُٹھتا تھا تو میں انہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت کی بناء پر معاف کر دیتا تھا۔

ہر سال حج

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اپنی تصنیف مسامرات الاخیار میں اپنی سند متصل سے حضرت عبداللہ ابن مبارک سے روایت کرتے ہیں کہ بعض متقدمین کو حج کی بڑی آرزو تھی انہوں نے فرمایا، مجھے ایک سال بتایا گیا کہ حجاج کا ایک قافلہ بغداد شریف میں آیا ہے میں نے ان کے ساتھ حج کیلئے جانے کا ارادہ کیا، اپنی آستین میں پانچ سو دِینار ڈالے اور بازار کی طرف نکلا تا کہ حج کی ضروریات خرید لاؤں میں ایک راستے پر جا رہا تھا کہ ایک عورت میرے سامنے آئی، اس نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے میں سیّدزادی ہوں میری بچیوں کے تن ڈھانپنے کیلئے کپڑا نہیں ہے اور آج چوتھا دن ہے کہ ہم نے کچھ نہیں کھایا۔ اس کی گفتگو میرے دل میں اُتر گئی میں نے وہ پانچ سو دِینار اسکے دامن میں ڈال دیئے اور انہیں کہا آپ اپنے گھر جائیں اور ان دیناروں سے اپنی ضروریات پوری کریں میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور واپس آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بار حج پر جانے کا شوق میرے دل سے نکال دیا دوسرے لوگ چلے گئے' حج کیا اور واپس لوٹ آئے۔ میں نے سوچا کہ دوستوں سے ملاقات کر آؤں اور انہیں سلام کر آؤں۔ چنانچہ میں گیا جس دوست سے ملتا اسے سلام کہتا اور کہتا اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول فرمائے اور تمہاری کوشش کی جزائے خیر عطا فرمائے تو وہ مجھے کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حج بھی قبول فرمائے۔ کئی دوستوں نے اسی طرح کہا۔ رات کو سویا تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگ تمہیں حج کی جو مبارکباد دے رہے ہیں اس پر تعجب نہ کر' تم نے ایک کمزور اور ضرورت مند کی امداد کی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے ہو بہو تجھ جیسا فرشتہ پیدا فرمایا جو ہر سال تمہاری طرف سے حج کرے گا اب اگر چاہو تو حج کرو اور اگر چاہو تو حج نہ کرو۔

تیمور لنگ

شیخ زین الدین عبدالرحمٰن خلال بغدادی فرماتے ہیں کہ مجھے تیمور لنگ کے ایک امیر نے بتایا کہ جب تیمور لنگ مرضِ موت میں مبتلا ہوا تو ایک دن اس پر سخت اضطراب طاری ہوا' منہ سیاہ ہوگیا اور رنگ بدل گیا، جب افاقہ ہوا تو لوگوں نے اسے صورت بیان کی تو اس نے کہا میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے تھے اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا، اسے چھوڑ دو کیونکہ میری اولاد سے محبت رکھتا تھا اوران کی خدمت کرتا تھا چنانچہ وہ چلے گئے۔

ایضاً...... شمس الدین محمد بن حسن خالدی فرماتے ہیں، ہمارے ایک ساتھی نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کے پاس تیمور لنگ کو دیکھا اس ساتھی نے کہا، اے دشمن خدا! تم یہاں پہنچ گئے ہو؟ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے محمد! اس کا سبب یہ ہے کہ میری اولاد سے محبت رکھتا تھا۔

بخشا گیا

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی تقی الدین فارسی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بعض ائمہ سے روایت کی کہ وہ ساداتِ کرام کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا، سادات میں ایک شخص تھا جسے مُطیر کہا جاتا تھا وہ اکثر لہو ولعب میں مصروف رہتا تھا جب وہ فوت ہوا تو اس وقت کے عالم نے اس کا جنازہ پڑھنے میں توقف کیا تو انہوں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ کے ہمراہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ انہوں نے اس عالم سے اعراض کیا جب اس نے درخواست کی کہ مجھ پر نظرِ رحمت فرمائیں تو حضرت خاتونِ جنت اس کی طرف متوجہ ہوئیں، اس پر عتاب فرمایا اور ارشاد فرمایا، کیا ہمارا مقام مطیر کیلئے کفایت نہیں کرسکتا۔

عجلان رہائی

علامہ مقریزی فرماتے ہیں، مجھے قاضی القضاۃ عزالدین عبدالعزیز بکری بغدادی حنبلی نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجدِ نبوی میں موجود ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ قبر مقدس کھلی اور اس میں سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور تشریف فرما ہوئے آپ نے اسی طرح کفن زیبِ تن فرمایا ہوا تھا مجھے دستِ اقدس سے قریب آنے کا اشارہ کیا، میں اُٹھا اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا۔ مجھے فرمایا مؤید کو کہو کہ عجلان کو رہا کردے۔ میں بیدار ہوا اور حسبِ معمول سلطان مؤید کی مجلس میں پہنچ گیا اور متعدد بار قسم کھا کر اسے بتایا کہ میں نے کبھی عجلان کو نہیں دیکھا اور نہ ہی میری اس سے شناسائی ہے اس کے بعد میں نے واقعہ بیان کیا۔ بادشاہ چپ رہا میں بھی بیٹھا رہا یہاں تک کہ مجلس برخاست ہوگئی بادشاہ اپنی مجلس سے اُٹھا اور قلعہ کے تہ خانے میں گیا اور اتنی دُور جا کر ٹھہر گیا جتنی دور زور سے پھینکا ہوا تیر جا کر گرتا ہے پھر امیرِ مدینہ سیّد عجلان حسینی کو قید خانے سے بلایا اور رہا کردیا۔

سرواح کی بینائی

علامہ مقریزی نے کہا، سیّد سرواح ابن مقبل حسنی نے اپنے باپ مقبل کو ۸۲۵ھ میں گرفتار کیا جو کہ ینبع کے امیر تھے' ان کی جگہ ان کے بھتیجے کو امیر مقرر کردیا گیا، مقبل کو گرفتار کرکے اسکندریہ لے جایا گیا' وہیں قید میں ان کا وصال ہوا، اتفاق کی بات ہے کہ ان کے اسی بیٹے سرواح کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروادی گئیں حتیٰ کہ ان کی آنکھوں کے ڈھیلے بہہ گئے اور دماغ متعفن ہوگیا۔ وہ ایک مدت تک قاہرہ کے باہر رہے اس وقت وہ نابینا ہی تھے، پھر وہ مدینہ طیبہ گئے اور اپنے جدّ امجد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے سامنے حاضر ہوکر اپنی تکلیف کی شکایت کی، روئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی، واپس آکر رات کو سوئے تو خواب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمالِ جاں افروز سے مشرف ہوئے، آپ نے اپنا دستِ اقدس ان کی آنکھوں میں پھیرا بیدار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹادی تھی۔ یہ خبر اہل مدینہ میں مشہور ہوگئی۔ ایک عرصہ تک ان کے پاس رہے پھر قاہرہ واپس چلے آئے۔

بادشاہ ملک اشرف برسباری کو ان کی آمد کی اطلاع ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ بینا ہیں، بادشاہ نے انہیں گرفتار کرلیا اور قبیلہ مزینہ کے ان دو افراد کو طلب کیا جنہوں نے سرواح کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری تھیں اور ان دونوں کو بری طرح مارا۔ انہوں نے بادشاہ کے سامنے تسلی بخش گواہ پیش کئے جنہوں نے گواہی دی کہ ہمارے سامنے سلائی گرم کی گئی اور ہمارے دیکھنے کی بات ہے کہ سرواح کی آنکھوں میں پھیردی گئی۔ یہاں تک کہ ان کی آنکھوں کے ڈھیلے بہہ نکلے تو بادشاہ نے انہیں چھوڑ دیا۔ اسی طرح اہل مدینہ نے بتایا کہ ہم نے سرواح کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے دونوں ڈھیلے غائب تھے پھر ایک صبح دیکھا کہ وہ اچھے بھلے بینا تھے اور سرواح نے انہیں اپنے خواب کا واقعہ بیان کیا تھا۔ بادشاہ نے سرواح کو رہا کردیا۔ ۸۳۳ھ کی طاعون میں ان کا وصال ہوا۔ (رحمۃ اللہ علیہ ورضی اللہ عنہ)

سیّد کی سند

شیخ عددی نے اپنی کتاب 'مشارق الانوار' میں ابن جوزی کی تصنیف ملتقظ سے نقل کیا کہ بلخ میں ایک علوی قیام پذیر تھا اس کی ایک زوجہ اور چند بیٹیاں تھیں قضائے الٰہی سے وہ شخص فوت ہوگیا، ان کی بیوی کہتی ہیں کہ میں شماتتِ اعداء کے خوف سے سمرقند چلی گئی میں وہاں سخت سردی میں پہنچی میں نے اپنی بیٹیوں کو مسجد میں داخل کیا اور خود خوراک کی تلاش میں چل دی۔ میں نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے کہا رئیسِ شہر ہے میں اس کے پاس پہنچی اور اپنا حالِ زار بیان کیا۔ اس نے کہا اپنے علوی ہونے پر گواہ پیش کرو، اس نے میری طرف کوئی توجہ نہیں دی میں واپس مسجد کی طرف چل دی میں نے راستے میں ایک بوڑھا بلند جگہ بیٹھا ہوا دیکھا جس کے گرد کچھ لوگ جمع تھے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ محافظِ شہر ہے اور مجوسی ہے۔ میں نے سوچا ممکن ہے اس سے کچھ فائدہ حاصل ہوجائے چنانچہ میں اس کے پاس پہنچی اپنی سرگزشت بیان کی اور رئیس شہر کیساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا بیان کیا اور اس یہ بھی بتایا کہ میری بچیاں مسجد میں ہیں اور ان کے کھانے پینے کیلئے کوئی چیز نہیں ہے۔ اس نے اپنے خادم کو بلایا اور کہا اپنی آقا (یعنی میری بیوی) کو کہہ کہ وہ کپڑے پہن کر تیار ہوکر آئے۔ چنانچہ وہ آئی اور اس کے چند کنیزیں بھی تھیں، بوڑھے نے اسے کہا اس عورت کے ساتھ فلاں مسجد میں جاکر اس کی بیٹیوں کو اپنے گھر لے آ۔ وہ میرے ساتھ گئی اور بچیوں کو اپنے گھر لے آئی۔ شیخ نے اپنے گھر میں ہمارے لئے الگ رہائش گاہ کا انتظام کیا، ہمیں بہترین کپڑے پہنائے، ہمارے غسل کا انتظام کیا اور ہمیں طرح طرح کے کھانے کھلائے۔

آدھی رات کے قریب رئیس شہر نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور **لواء الحمد** نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرِ انور پر لہرا رہا ہے۔ آپ نے اس رئیس سے اعراض فرمایا۔ اس نے عرض کیا حضور آپ مجھ سے اعراض فرما رہے ہیں حالانکہ میں مسلمان ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے مسلمان ہونے پر گواہ پیش کرو' وہ شخص حیرت زدہ رہ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تو نے اس علوی عورت کو جو کچھ کہا تھا اسے بھول گیا؟ یہ محل اس شیخ کا ہے جس کے گھر میں اس وقت وہ عورت ہے رئیس بیدار ہوا تو رو رہا تھا اور اپنے منہ پر طمانچے مار رہا تھا۔ اس نے اپنے غلاموں کو اس عورت کی تلاش میں بھیجا اور خود بھی تلاش میں نکلا۔ اسے بتایا گیا کہ وہ عورت مجوسی کے گھر میں قیام پذیر ہے۔ یہ رئیس اس مجوسی کے پاس گیا اور کہا وہ علوی عورت کہاں ہے؟ اس نے کہا میرے گھر میں ہے۔ رئیس نے کہا اسے میرے ہاں بھیج دو، شیخ نے کہا یہ نہیں ہوسکتا۔ رئیس نے کہا مجھ سے یہ ہزار دینار لے لو اور اسے میرے ہاں بھیج دو۔ شیخ نے کہا بخدا! ایسا نہیں ہوسکتا اگرچہ تم لاکھ دینار بھی دو۔ رئیس نے زیادہ اصرار کیا تو شیخ نے اسے کہا جو خواب تم نے دیکھا ہے میں نے بھی دیکھا ہے اور جو محل تم نے دیکھا ہے وہ واقعی میرا ہے تم اس لئے مجھ پر فخر کر رہے ہو کہ تم مسلمان ہو بخدا وہ علوی خاتون جیسے ہی ہمارے گھر میں تشریف لائیں تو ہم سب ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوچکے ہیں اور ان کی برکتیں ہمیں حاصل ہوچکی ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو آپ نے مجھے فرمایا، چونکہ تم نے اس علوی خاتون کی تعظیم و تکریم کی ہے' اسلئے یہ محل تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کیلئے ہے اور تم جنتی ہو۔

سیّد کی شان

سیّدی عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں سیّد شریف نے حضرت خطاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں بیان کیا کہ کاشف الجیرہ نے ایک سیّد کو مارا تو اسے اسی رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس حالت میں زیارت ہوئی کہ آپ اس سے اعراض فرمارہے ہیں۔اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا گناہ کیا ہے؟ فرمایا، تو مجھے مارتا ہے حالانکہ میں قیامت کے دن تیرا شفیع ہوں۔اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ کو مارا ہو۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے میری اولاد کو نہیں مارا؟ اس نے عرض کیا ہاں۔فرمایا تیری ضرب میری ہی کلائی پر لگی ہے پھر آپ نے اپنی کلائی نکال کر دکھائی جس پر ورم تھا جیسے کہ شہد کی مکھی نے ڈنگ مارا ہو۔ (ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں)

سیّد اونچا ہے

علامہ مقریزی فرماتے ہیں، مجھے رئیس شمس الدین محمد بن عبداللہ عمری نے بیان کیا کہ میں ایک دن قاضی جمال الدین محمود عجمی کی خدمت میں حاضر ہوا جو قاہرہ کے محتسب (گورنر) تھے وہ اپنے نائبوں اور خادموں کے ہمراہ سیّد عبدالرحمٰن طباطبی مؤذن کے گھر تشریف لے گئے ان سے اجازت طلب کی وہ اپنے گھر سے باہر آئے تو انہیں محتسب کے ان کے ہاں آنے پر حیرت ہوئی وہ انہیں اندر لے گئے ہم بھی ان کے ساتھ اندر چلے گئے تو قاضی جمال الدین نے کہا، حضرت مجھے معاف کردیجئے! انہوں نے پوچھا جناب کیوں معاف کردوں؟ انہوں نے کہا کل رات میں قلعہ پر گیا اور بادشاہ یعنی ملک ظاہر برقوق کے سامنے بیٹھا تو آپ تشریف لائے اور مجھ سے بلند جگہ بیٹھ گئے۔میں نے اپنے دل میں یہ کہا یہ بادشاہ کی مجلس میں مجھ سے اونچے کیوں بیٹھے ہیں؟ رات کو میں سویا تو مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے مجھے فرمایا، محمود! تو اس بات سے عار محسوس کرتا ہے کہ میری اولاد سے نیچے بیٹھے؟ یہ سن کر عبدالرحمٰن رو پڑے اور کہا، جناب میں کون ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے یاد فرمائیں، یہ سنتا تھا کہ تمام حاضرین کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔سب نے سیّد صاحب سے دعا کی درخواست کی اور واپس آگئے۔

سیّدی محمد فاسی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے بعض حسنی سادات کو ناپسند رکھتا تھا کیونکہ بظاہر انکے افعال سنت کے مخالفت تھے۔ خواب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا نام لے کر فرمایا، اے فلاں! کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ تم میری اولاد سے بغض رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا، خدا کی پناہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں تو ان کے خلاف سنت افعال کو ناپسند رکھتا ہوں۔ فرمایا کیا یہ فقہی مسئلہ نہیں ہے کہ نافرمان اولاد نسب سے ملحق ہوتی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! فرمایا، یہ نافرمان اولاد ہے۔جب میں بیدار ہوا تو ان میں سے جس سے بھی ملتا اس کی بے حد تعظیم کرتا۔

سیّد بنایا نہیں جاتا

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ عراق کا ایک امیر سادات سے شدید محبت رکھتا تھا اور ان کی انتہائی تعظیم وتکریم کرتا تھا، اس کی مجلس میں جب کوئی سیّد موجود ہوتا تو انہیں سب سے آگے بٹھاتا اگر چہ وہاں ان سے زیادہ مالدار اور بڑے مرتبے والا دُنیادار موجود ہوتا ایک دفعہ ایک سیّد اس امیر کی مجلس میں آئے اس وقت وہاں ایک بہت بڑا عالم موجود تھا، سیّد صاحب کو بیٹھنے کیلئے جو جگہ ملی وہ عالم سے اونچی تھی وہ اس جگہ بیٹھ گئے وہ اس کے مستحق بھی تھے اور جانتے تھے کہ امیر اس سے راضی ہوگا اس سے عالم کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے اور اس نے نامناسب گفتگو شروع کردی۔ امیر نے اس کی بات پر توجہ نہ دی اور دوسری بات شروع کردی۔ کچھ دیر بعد حسبِ معمول بھول گیا تو امیر نے اس عالم کے بیٹے کے متعلق پوچھا جو تحصیل علم میں مصروف تھا اس عالم نے کہا، وہ متون یاد کرتا ہے اسباق پڑھتا ہے اس نے یہ پڑھا ہے وہ پڑھا ہے، اس کا ایک سبق صبح کے وقت مقرر ہے ایک سبق دوسرے وقت معین ہے، اسی طرح اس کے دیگر حالات بیان کرتا رہا۔ امیر نے کہا کیا تو نے اس کیلئے ایسا نسب بھی مہیا کیا ہے اور اسے ایسی شرافت بھی سکھائی ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہوجائے۔ عالم اپنی حرکت فراموش کرچکا تھا اس نے کہا، یہ فضیلت فراہم کرنے اور سکھانے سے حاصل نہیں ہوسکتی، یہ تو اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے اس میں کسب کو دخل نہیں ہے۔ امیر نے بڑے زور سے کہا، خبیث! جب تجھے یہ بات معلوم ہے تو تُو نے سیّد صاحب کے اونچی جگہ بیٹھنے کو کیوں ناگوار محسوس کیا بخدا! آئندہ تم میری مجلس میں نہیں آؤ گے پھر حکم دیا اور اسے وہاں سے نکلوادیا۔

بغداد کے حاکم ابراہیم بن اسحٰق نے ایک رات خواب میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا اور حضور نے اس سے فرمایا، قاتل کو رہا کردو۔ یہ سن کر حاکمِ بغداد کانپتا ہوا اُٹھا اور ماتحت عملہ سے پوچھا کہ ایسا کوئی مجرم بھی ہے جو قاتل ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں ایک ایسا شخص بھی ہے جس پر الزامِ قتل ہے۔ حاکمِ بغداد نے کہا، اسے میرے سامنے لاؤ۔ چنانچہ اسے لایا گیا۔ حاکم بغداد نے پوچھا، سچ سچ بتاؤ' واقعہ کیا ہے؟ اس نے کہا سچ کہوں گا جھوٹ ہرگز نہ بولوں گا۔ بات یہ ہوئی کہ

ہم چند آدمی مل کر عیاشی و بدمعاشی کیا کرتے تھے۔ ایک بوڑھی عورت کو ہم نے مقرر کر رکھا تھا جو ہر رات کسی بہانے سے کوئی نہ کوئی عورت لے آتی تھی۔ ایک رات وہ ایک ایسی عورت کو لائی جس نے میری زندگی میں انقلاب برپا کردیا۔ بات یہ ہوئی کہ وہ نووارد عورت جب ہمارے سامنے آئی تو چیخ مار کر بے ہوش ہوکر گر گئی۔ میں نے اسے اُٹھا کر ایک دوسرے کمرے میں لاکر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی اور جب وہ ہوش میں آگئی تو اس سے چیخنے اور بیہوش ہونے کی وجہ پوچھی۔ وہ بولی اے نوجوان! میرے حق میں اللہ سے ڈر پھر کہتی ہوں کہ اللہ سے ڈر! یہ بڑھیا تو مجھے بہانے ہی بہانے سے اس جگہ لے آئی ہے۔ دیکھ! میں ایک شریف عورت ہوں اور سیّد ہوں' میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور میری ماں فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہے۔ خبردار! اس نسبت کا لحاظ رکھنا اور میری طرف بدنگاہی سے نہ دیکھنا۔ میں نے جب اس پاک عورت سے جو سیّدہ تھی یہ بات سنی تو لرز گیا اور اپنے دوستوں کے پاس آکر انہیں حقیقتِ حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ اگر عاقبت کی خیر چاہتے ہو تو اس مکرّمہ و معظمہ خاتون کی بے ادبی نہ ہونے پائے۔ میرے دوستوں نے میرے اس وعظ سے یہ سمجھا کہ شاید میں ان کو ہٹا کر خود تنہا میں ارتکابِ گناہ کرنا چاہتا ہوں اور ان سے دھوکہ کر رہا ہوں۔ اس خیال سے وہ مجھ سے لڑنے پر آمادہ ہوگئے۔ میں نے کہا، میں تم لوگوں کو کسی صورت میں اس امرِ شنیع کی اجازت نہ دوں گا' لڑوں گا مر جاؤں گا' اس سیّدہ کی طرف بدنگاہی منظور نہ کرونگا۔ چنانچہ وہ مجھ پر جھپٹ پڑے اور مجھے ان کے حملہ سے ایک زخم بھی آگیا اور اسی اثناء میں ایک شخص جو اس سیّدہ کے کمرے کی طرف جانا چاہتا تھا۔ میرے روکنے پر مجھے پر جو حملہ آور ہوا تو میں نے اس پر چھری سے حملہ کردیا اور اسے مار ڈالا۔ پھر اس سیّدہ کو اپنی حفاظت میں لے کر باہر نکلا تو شور مچ گیا، چھری میرے ہاتھ میں تھی میں پکڑا گیا اور آج یہ بیان دے رہا ہوں۔

حاکمِ بغداد نے کہا، جاؤ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے رہا کیا جاتا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۸۱۳)

درسِ عبرت

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اُمت کے ہر نیک و بد آدمی اور ہر نیک و بد عمل کو جانتے اور دیکھتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کے لحاظ و ادب سے آدمی کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر اس چیز کا دل میں ادب و احترام رکھنا چاہیے جس کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق ہو۔

آخری گزارش

ساداتِ کرام سے اپیل ہے کہ وہ اپنی وِراثت کی لاج رکھتے ہوئے کردار میں ایسا رنگ دِکھائیں کہ جسے دیکھ کر عوام کہیں یہ ہے اولادِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ بس یہی ہماری گزارش ہے اور یہی ہماری آپ حضرات کیلئے تمنا اور آرزو ہے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

یکم رمضان ۱۳۸۸ھ